اسلام میں

مرکزی حکومت کا تصوّر

اور اس کی

معاشی اور اقتصادی ذمّہ داریاں

از

رشید اختر ندوی

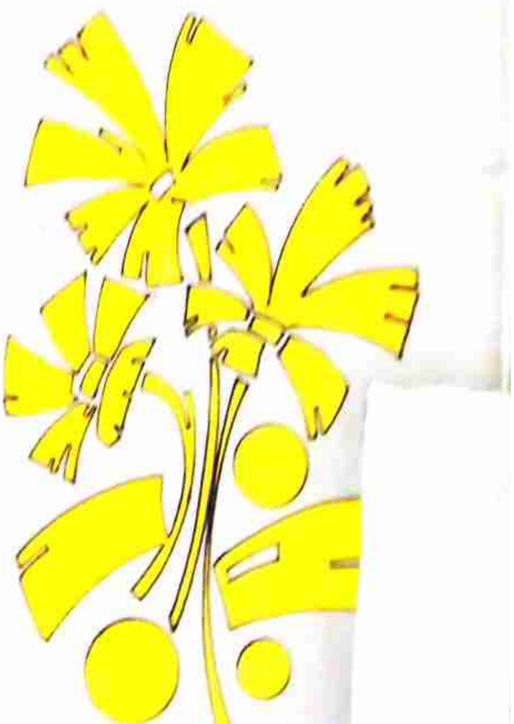

اسلام میں
مرکزی حکومت کا تصوّر
اور اس کی
معاشی اور اقتصادی ذمّہ داریاں

LIBRARY
Serial No. 6586
Date 20-4-89
Initial S.T.
College for Women

از

رشید اختر ندوی

سنگ میل پبلی کیشنز، چوک اردو بازار، لاہور

ضابطہ

—— ۱۹۸۶ء

تعداد —— ایک ہزار

پبلشر —— نیاز احمد

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

پرنٹر —— منظور پرنٹنگ پریس، لاہور

قیمت —— ۸۸/۰۰ روپے

حرفِ آغاز

یہ کتاب ، "اسلام میں مرکزی حکومت کا تصور اور اس کی معاشی ذمہ داریاں" میں نے اپنے بڑھاپے میں مکافاتِ عمل کے سلسلے میں لکھی ہے ۔ میں نے اس کتاب کے ذریعہ اپنے رب اور اپنی ملت سے اپنے گذشتہ گناہوں اور خطاؤں کی معافی چاہی ہے ۔ میرا رب ، رب العالمین ہونے کے ساتھ غفور الرحیم بھی ہے ۔ وہ اپنی طرف آنے والوں کی خطائیں معاف کرتا ہے اور ان پر نظرِ کرم ڈالتا ہے ۔

میری خواہش ہے کہ ناظرین کرام اسے پڑھتے وقت میرے اس احساس کو نظر انداز نہ ہونے دیں۔

اور یقین فرمائیں کہ میں نے یہ کتاب لکھتے وقت کوئی سیاسی غرض پیش نظر نہیں رکھی ہے اور میرے مطالعہ تاریخ نے جو بات پوری صحت کے ساتھ میرے ذہن پر ابھاری ہے اسے میں نے قلم بند کر دیا ہے۔

میرے نزدیک اسلام دنیا کی تمام تر تحریکوں، تنظیموں اور ادیان میں سے تنہا وہ تحریک تنہا وہ تنظیم اور تنہا وہ دین ہے جو انسانی معاشرہ کو معاشرتی اور معاشی عدل و انصاف مہیا کرتا ہے اور دنیا کے سارے منصفانہ، عادلانہ معاشرے، جتنی بھی معاشرتی اور معاشی و اقتصادی مساوات و برابری اور ہم رنگی متعارف کرانے کا موجب بنے ہیں اس کا سرچشمہ اسلام ہے، مگر یہ اسلام وہ نہیں ہے جو بنو امیہ اور بنو عباس اور دوسرے بادشاہوں کے ذریعہ نئی نسلوں تک پہنچا ہے، یہ اسلام وہ ہے جو حضورؐ اور حضورؐ کے خلفاء راشدین کے اسوہ و مسلک سے عبارت ہے۔ اور جس کی تشکیل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے وقت تک ہو چکی تھی۔ یقیناً اس کے بعد ملت نے بڑی بڑی شخصیتوں سے سرفرازی پائی۔ مگر اسلام کے نظام عدل و انصاف کے تمام تر پہلو سنہ ۴۰ھ تک تکمیل کے مراحل سے گزر چکے تھے اور اسلام ایک منصفانہ اور عادلانہ تنظیم و تحریک کی جملہ خصوصیات سے متصف ہو چکا تھا

مجھے اس بات سے انکار نہیں ہے کہ وقت کے ساتھ ہجری کے بعد بہت سی نئی باتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ کئی نئے مسائل اور خاص طور پر امور اُبھرے مگر ان سارے مسائل اور امور کی حیثیت فروعی کی تھی۔ اصول حضور اور خلفائے راشدین کے عہد میں متعین ہو چکے تھے۔

۔۔۔ اور میں انہیں تاریخ کا وہ المیہ کہوں گا کہ یہ فروعی مسائل اور امور تمام کے تمام اس لئے پیدا ہوئے کہ شخصی بادشاہوں اور نام کے خلفاء نے تاویل کا سہارا لیا۔ اور امام حضرت قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق کتاب اللہ سے استخراج مسائل کرتے وقت حضور کے مسلک کو جو قرآن کی عملی تفسیر تھے ملحوظ رکھا۔ اور خلفاء راشدین کی تصریحات و توضیحات اور مسلک و سنت کی پیروی اپنے اوپر لازم نہ جانی۔

حالانکہ یہ بات ان کے بھی علم میں تھی کہ اسلام کسی شخص واحد، کسی مخصوص فرد اور کسی ایک خاندان کے مفاد کو عزیز نہیں رکھتا۔ اور اس کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی ایسے نظام کی بنیاد رکھے جو کسی ایک ذات، کسی ایک فرد اور کسی ایک خاندان یا قبیلہ کی برتری اور تقدم کو روا رکھے۔

اسلام کے نزدیک کسی ایک ذات، کسی ایک فرد یا کسی ایک خاندان اور کسی ایک قبیلہ کا کوئی وزن نہیں ہے۔

اسلام کے نزدیک اگر کوئی چیز عزیز ہے تو وہ صرف عوامی فلاح اور عوامی مفاد ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے حکومت و سیاست، اور معاشی و اقتصادی کی جو قدریں استوار کیں، جس نظامِ حکومت و معاش کی طرح ڈالی، جو طرزِ حکمرانی اور راہِ زیست تراشی کی اس کا مقصد اول عوامی ترفع، عوامی سربلندی اور عوامی خوشحالی تھی۔

میرے نزدیک وہ علماء اسلام کو بالکل نہیں سمجھتے جو اسلام میں عصبیت کا جواز تلاش کرتے اور نسلوں، قبیلوں اور مختلف قومیتوں کی گنجائش پیدا کرتے ہیں۔

میرے نزدیک وہ علماء بھی اسلام سے ناواقف ہیں جن کا خیال ہے کہ اسلام سرمایہ داری، جاگیرداری، تمول اور دولت کے ارتکاز اور معاشی اونچ نیچ کو جائز سمجھتا ہے۔

میں اس کتاب کے پانچویں باب میں اسلام کی اقتصادی اور معاشی حکمتِ عملی اور اس سلسلہ میں حضورؐ کے اسوۂ حسنہ اور خلفائے راشدین و مہدیین میں سے تین خلفاء حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے طریقِ کار کی پوری وضاحت کروں گا اور یہ بات اسنادِ محکم اور دلائل بینہ کے ساتھ ثابت کروں گا کہ اسلام سرمایہ داری جاگیرداری، غیر معمولی تمول اور دولت کے ارتکاز اور چند ہاتھوں میں بند ہو جانے کو قطعاً روا نہیں رکھتا۔

میرے نزدیک :

قومی دولت اور ملکی آمدنی اور ملکی
دولت پیداوار کسی ایک گروہ
کسی ایک طبقہ، کسی ایک
فرقہ یا چند اشخاص کے تصرف
میں لانا بالکل روا نہیں۔

قومی ملکی آمدنی ساری کی ساری عوام الناس کی ملکیت ہے اور وہی اس کے حق دار ہیں۔

میرے نزدیک قومی آمدنی اور ملکی پیداوار کے حقداروں کے سلسلے میں دو قرآنی آیات اسلام کے معاشی نظام کی بنیاد و اساس ہیں جنہیں حضرت عمرؓ فاروق نے صحابہؓ کے سامنے اس وقت پڑھا جب کہ کچھ لوگوں نے ان سے مطالبہ کیا تھا کہ عراق و ایران اور مصر کی مفتوحہ زمینیں حاضر فوجیوں میں بانٹ دی جائیں۔

خصوصاً قرآن حکیم کی یہ آیت

کي لا يكون دولة بين
الاغنياء منكم

ہر قسم کی سرمایہ داری، غیر معمولی تمول، دولت مندی اور غیر محدود زمینداری کی نفی کرتی ہے۔

خیال رہے کہ قرآن نے قومی اموال کے مستحقین کے نام گنواتے وقت اور ان میں قومی دولت کی تقسیم کے لئے جو دلیل دی ہے وہ سرمایہ داری اور جاگیرداری کے لئے شکست پیہم کا حکم رکھتی ہے۔ قرآن قومی دولت کو اس کے مستحقین میں بانٹ دینے کا حکم اس لئے دیتا ہے کہ تقسیم نہ ہونے کی صورت میں دولت چند ہاتھوں میں بند ہوکر رہ جائے۔

گویا قرآن کے نزدیک چند ہاتھوں میں دولت کا بند ہونا، خدا کے ہاں نامطلوب ہے اور اسلام میں ہر چیز جو خدا کو نامطلوب و ناپسند ہوتی ہے، حرام مطلق ہے۔ اس کا استعمال خدا کے ماننے والوں کے لئے روا نہیں ہے۔

میرے نزدیک قرآن کی یہ آیت چونکہ مدینہ میں نازل ہونے والی اُن آیات میں سے ہے جو اسلامی معاشرہ کے ارتقاء کے آخری منازل متعین کرتی ہیں۔ اس لئے یہ اسلام کے معاشی کی اصل ہے اور اس کے نقیض ہر بات باطل و منسوخ ہے۔

ان گزارشات کے ساتھ میں علماء کرام اور مقتدر شخصیتوں کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر وہ اسلام سے محبت کرتے اور اسلام کو اپنانا چاہتے ہیں

تو سرمایہ داری کی ہر شکل کو پاکستان میں ممنوع قرار دے دیں،

۱۲ ستمبر ۶۹ء

رشید اختر ندوی

ترتیب

۱-اسلام ایک مضبوط مرکز کا داعی ہے ۹ تا ۹۶ ص

۲- اسلام معاشی مساوات و اشتراک کا سب سے پہلا علمبردار ہے۔ ۹۷ تا ۲۹۵

○